چلانا نبوت کی شان سے بعید ہے، وہ جو بات کرتا ہے پختہ اور حکمت سے بھری ہوئی صحیح اور اٹل ہوتی ہے

مکالمہ شیعہ و احمدی

(نمبر ۲)

شیعہ۔ بعد وفات رسول صلعم جو جو ظلم و ستم اہلبیت کرام پر ہوئے بیان نہیں ہو سکتے مثلاً مروی ہے حضرت عمر کے ہاتھ سے جناب فاطمہ رضؓ کو ایسا صدمہ ہوا کہ آپ کا حمل ساقط ہو گیا اور حضرت محسن شہید ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

احمدی۔ پیارے دوست اگر جناب فاطمہ ایک ہی بیٹی رسول صلعم کی ہیں اور ان کا بچہ محسنؔ نام بھی ایک ہی دفعہ پیدا ہوا ہے تو میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ یہ روایت بالکل جھوٹی اور حضرت عمر کے حاسدوں کی طبع زاد ہے محسن کا پیدا ہونا خود آنحضرت صلعم کی زندگی میں ثابت اور یہ نام بھی آپکا ہی تجویز کردہ ہے پھر کتنا اندھیر ہے کہ اسی سیدہ کے اسی صاحبزادہ کی ولادت دوسری دفعہ ایسے شرمناک طور پر بھی بیان کیجاتی ہے فرمائیے اس سے بڑھکر اہلبیت رسول کی کوئی ہتک ہو سکتی ہے ہرگز نہیں لیجئے اب وہ روایت عرض کرتا ہوں ذرا غور سے مطالعہ فرمائیے گا۔

جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب حسن پیدا ہوئے تو تشریف لائے رسول اللہ صلعم تو فرمایا لاؤ میرے بچے کو مجھے دکھاؤ۔ اور اسکا نام کیا تجویز کیا ہے؟ میں (جناب علی) نے عرض کی کہ حرب تو آنحضرت صلعم نے فرمایا نہیں یہ تو حسن ہے پھر جب حسین پیدا ہوئے تو آپ نے فرمایا لاؤ میرا بچہ مجھے دکھاؤ۔ نام کیا رکھا ہے میں نے عرض کی کہ حرب فرمایا نہیں یہ تو حسین ہے۔ پھر جب تیسرا بچہ پیدا ہوا۔ تو آنحضرت صلعم تشریف لائے اور فرمایا لاؤ میرا بچہ دکھاؤ کیا نام ہے میں نے عرض کیا کہ حرب فرمایا بل ھو محسنؔ بلکہ محسن نام رکھو۔ اسد (نام راوی) نے اس روایت میں اتنا اور لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے میں نے انکو فرزندان ہارون کے نام سے موسوم کیا ہے جن کے نام شبر شبیر اور مشبر تھے دیکھو استیعاب جلد اول صفحہ ۱۴۲ ترجمہ الحسن بن علی بن ابی طالب

شیعہ۔ صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں بارہ خلیفوں کی پیشگوئی آئی ہے کہ ان کے زمانہ میں

دین اسلام برقرار رہیگا۔ وہ بارہ کون کون ہیں ہمارے علماء کہتے ہیں کہ ان سے مراد دوازدہ امام علیہم السلام ہی ہیں اور نہیں۔

احمدی۔ یہ حدیث مختلف الفاظ میں نہ صرف اہلسنت کی کتب حدیث میں ہی وارد ہے۔ بلکہ کتب معتبرہ شیعہ میں بھی آئی ہے

علمائے اہلسنت کے اسکی تشریح میں مختلف اقوال ہیں مثلاً اول یہ کہ خلفائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خلافت سے مابعد والے ہیں یعنی خلفاء بنی امیہ اور جو الفاظ انکی خلافت کی مدح وثنا پر دلالت کرتے ہیں وہ باعتبار انکے کمال دین اور عدالت کے نہیں بلکہ باعتبار اجتماع اور انتظام سلطنت اسلامی و اتفاق اہل اسلام کے ہے یعنی جو خلافت کہ خلافت نبوت و خلافت کبریٰ ہے اور جس کا زمانہ بحکم حدیث الخلافۃ فی امتی ثلثون سنۃ (ترمذی صفحہ ۳۷۰ مطبوعہ دہلی ۱۲۷۰ھ) تیس برس ہی وہ مراد نہیں ہے۔ بلکہ خلافت امارت ہی کیونکہ خلیفہ کے معنے لغت عرب میں السلطان الاعظم کے بھی آئے ہیں (مجمع البحرین زیر لفظ خلف صفحہ ۴۰۹) اور وہ یزید ہیں معاویہ سے لیکر مروان حمار آخر خلفائے بنی امیہ تک پورے بارہ ہوجاتے ہیں دیکھو تاریخ الخلفاء -

علاوہ ازیں اس توجیہ کی تائید خود اسی حدیث کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے جو دوسرے طرقوں سے مروی ہے مثلاً جابر بن سمرۃ سے کہا سمعت النبی یقول یکون بعدی اثنا عشر امیراً منقول از بخاری غایت المرام سید ہاشم البحرانی مطبوعہ ایران صفحہ ۱۲۷۲ باب ۲۴ حدیث نمبر ۱ المقصد اوّل

دوسرے یہ کہ اس سے مراد بارہ خلیفے قیامت تک ہیں خواہ وہ یکے بعد دیگرے خلیفے نہ ہوں وغیرہ وغیرہ۔ ترمذی صفحہ ۳۶۹ حاشیہ نمبر ۶ بحوالہ مجمع البحار اس توجیہ میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی شامل ہوجاتے ہیں اور ان کے شمول کی ایک نہایت واضح دلیل کی غایت المرام جیسی معتبر کتاب سے مجھکو ہاتھ آگئی ہے۔ اسی باب ۲۴ کے اندر احادیث نمبر ۱۲ اور نمبر ۱۴ میں بحوالہ صحیح مسلم و الجمع بین الصحاح الستۃ لکھا ہی کہ آنحضرت صلعم نے بارہ خلیفوں کی بشارت دینے کے بعد فرمایا عصبۃ من المسلمین یفتتحون البیت الابیض کسریٰ وآل کسریٰ × × × اذا ہلک کسریٰ فلا کسریٰ والذی نفسی بیدہ لتنفقن کنوز کسریٰ

فی سبیل اللہ۔ کیا اسمیں صاف طور پر خلفائے راشدین کا عموماً اور حضرت عمرؓ کا خصوصاً داخل خلفائے اثنا عشر ہونا ثابت نہیں ہوتا کیا آپ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ عمر فاتح کسریٰ نہیں یا اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ سراقہ بن مالک کو شاہ عجم کے کنگن نہیں پہنائے گئے مجلسی فرماتے ہیں "پس چوں در زمانِ عمر فتح مدائن کردند عمر او را طلبید و دست رنجہائ پادشاہ عجم را در دست ہائے او کرد" حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۲۴۸۔ اخبار مغیبات پنجاہم۔

اب فرمایئے کہ ہماری کتابوں کی بنا پر دوازدہ امام علیہم السلام اس حدیث کے مصداق کیسے ہو سکتے ہیں کیونکہ نہ تو ان کو خلیفہ ہی کہا جاتا ہے اور نہ وہ امیر تھے اور نہ فاتح کسریٰ نہ ان کے عہد میں دین اسلام یا اہل اسلام کو ترقی و رونق ہوئی بلکہ حسب اعتقاد شیعہ خود حضرت ابو الائمہ یعنی جناب علیؑ کے سامنے قرآن میں تغیر و تبدل کیا گیا دین میں قسم قسم کے احداث و بدعات پیدا ہو گئے حدود شرعیہ کو توڑا گیا خلافت غصب کر لی گئی اور وہ چپکے بیٹھے دیکھتے رہے اور کچھ ایسا انتظام نہ فرمایا کہ دین برحق کو قائم رکھیں۔ دوسرے ائمہ کا تو کیا کہنا خود تمہاری معتبر روایات میں آیا ہے ولو ان امیر المومنین ثبتت قدماہ اقام کتاب اللہ کلہ والحق کلہ (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۳۴۲ تفسیر صافی زیر آیت وان تجمعوا بین الاختین۔ اسکے بعد مناسب ہے کہ اپنی تائید میں اس حدیث کے متعلق خود کتب شیعہ سے بھی کچھ عرض کیا جائے۔

واضح ہو کہ کتاب غایت المرام میں بعد بیان کرنے احادیث بطریق اہلسنت کے شیعہ طریق سے جو حدیثیں مرقوم ہیں۔ ان میں بھی بعض کے اندر یکون اثنا عشر خلیفۃ کے بجائے اثنا عشر امیراً کے الفاظ وارد ہیں۔ بلکہ ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں لا یزال ھٰذہ الامۃ امرھا صالحاً ظاھرۃ علی عدوھا حتیٰ یمضی اثنا عشر ملکاً دیکھو حدیث نمبر عاشر یعنی اس امت سے جبتک بارہ بادشاہ نہ ہو گذرینگے ہمیشہ مسلمانوں کا حال درست رہے گا اور وہ اپنے دشمنوں پر غالب رہینگے۔

اب فرمایئے کہ بارہ اماموں کو کب ایسا غلبہ نصیب ہوا کہ ان پر بادشاہی کا اطلاق درست ہو۔ یا ان کے عہد میں مسلمانوں کو صلاحیت اور اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل رہا ہو۔ اگر کہو کہ بارہویں امام کے زمانہ میں مشرق و مغرب کے ممالک فتح کئے جائینگے اور تمام روئے زمین کے کفار پر غلبہ

ہو جائے گا۔ تو اول تو یہ امر موہوم ہے۔ دوسرے حدیث میں کسی ایک امام کے غلبہ کا ذکر نہیں۔ بلکہ بارہ خلفاء میں سے ہر ایک کی نسبت غلبہ و امارت اور دین کی حمایت و تقویت مشروط ہے پس نرے بارہ کے اعداد پر فخر کرنا شیعوں کی خوش فہمی پر دال ہے۔

شیعہ:۔ اہلسنت کا اعتقاد ہے کہ قیامت میں رویت باریتعالیٰ مومنوں کو نصیب ہو گی۔ لیکن ہم شیعہ اسکے قائل نہیں۔ کیونکہ خداتعالیٰ مکان اور جہت سے منزّہ ہے اور اسکے جمال کو ہماری آنکھیں احاطہ نہیں کر سکتیں لا تدرکہ الابصار و ھو یدرک الابصار کیا آپ ہماری کتابوں سے اپنے عقیدہ کی صحّت دکھلا سکتے ہیں۔

احمدی۔ دراصل انکار رویت باری تعالیٰ کا مذہب معتزلہ سے منسوب ہے اور زیادہ تر اسکا تعلق فلسفہ سے ہے نہ کہ مذہب سے جس طرح آریہ نے قدامت روح اور مادہ کو جو دراصل مذہب حکمائے فلسفہ کا ہے اپنے مذہب میں داخل کر لیا ہے اسی طرح شیعہ نے بھی اس فلسفیانہ عقیدہ کو لازمہ مذہب قرار دے لیا ہے جبکہ عالم آخرت کے حالات و کوائف اس عالم سے اکثر مختلف ہیں مثلاً یہاں پر استعمال حریر و زیور طلاء و شراب مسلمانوں پر حرام ہیں لیکن آخرت میں خداوند کریم نے ان ہی اشیاء کو نعمائے جنت میں شمار کیا ہے اور خاص الخاص مومنین و متقین کو اسکا مستحق فرمایا ہے تو رویت باری تعالیٰ کے بارہ میں بھی زیادہ بحث و تکرار فضول ہے ہم اسی قدر مکلّف ہیں۔ کہ آخرت کے کوائف پر ہمارا ایمان مجمل ہو۔ باقی اسکی کیفیت و تشریح حوالہ بخدا کرنی چاہیئے۔ میں اسموقعہ پر فریقین کی کتب معتبرہ سے اس بارہ میں کچھ عرض کر دیتا ہوں یقین ہے کہ آپ کی تسلّی ہو جائے گی۔

اول۔ مالکؓ بن انس سے آیت الیٰ ربّہا ناظرۃ کی تفسیر پوچھی گئی جس کے ظاہر معنے یہ ہیں کہ کتنے منہ ہونگے جو قیامت میں اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے والے ہونگے پھر کہا گیا۔ کہ ایک قوم (مثل معتزلہ وغیرہ) کہتے ہیں کہ اس آیت میں اپنے رب کی طرف دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ وہ خدا کے عطا کردہ ثواب و انعام کو دیکھنے والے ہونگے پس کہا امام مالک نے وہ جھوٹے ہیں بھلا وہ آیت کلا انہم عن ربہم یومئذٍ لمحجوبون (یعنے حقّا تحقیق کفار اپنے پروردگار کے دیکھنے سے منع کئے جائینگے) کے کیا معنے کرتے ہیں کہا مالک نے کہ لوگ قیامت کے دن خدا کی طرف اپنی

آنکھوں سے دیکھ رہے ہونگے اور کہا کہ اگر مومنین کے حق میں اپنے رب کا دیکھنا قیامت کے دن مقرر نہ ہوتا تو خدا قرآن میں ہرگز کفار کو حجاب کے عتاب آمیز خطاب سے شرمندہ نہ کرتا جیسے کہ فرمایا کلا انہم من ربہم یومئذ لمحجوبون رواہ فی شرح السنۃ دیکھو مشکوۃ کتاب الفتن باب رویۃ اللہ تعالیٰ۔ جواز رویت باری تعالےٰ کا استدلال حجاب عن الکفار سے قابل غور ہے۔

دوم۔ امام صادق علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام کے جبل طور والے قصہ میں مروی ہے۔ کہ موسیٰ کے سوال رویت صریح پر خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ تو مجھکو نہیں دیکھ سکے گا جبتک فوت نہ ہو۔ البتہ آخرت میں مجھکو دیکھے گا ہاں اگر اسی دنیا میں دیکھنا ہی تو پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہا۔ تو تو بھی عنقریب مجھ کو دیکھ لیگا اصل الفاظ یہ ہیں :۔

فقال اللہ تعالیٰ۔ لن ترانی فی الدنیا حتیٰ تموت فترانی فی الاخرۃ الخ تفسیر صافی زیر آیت وخر موسیٰ صعقاً۔

(ب) کما جاء فی الحدیث ستروں ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر یعنے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے جیسے کہ چودہویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو۔ اسی طرح مشکوۃ شریف میں ایک حدیث ہے کہ ابا رزین رضؓ کے سوال رویت پر آنحضرت نے فرمایا الیس کلکم یری القمر لیلۃ البدر مخلیاً۔ کتاب الفتن باب رویۃ اللہ تعالےٰ۔

(ج) عن الصادق۔ انہ سئل عن اللہ عز وجل ہل یراہ المومنون یوم القیمۃ قال نعم وقد راوہ قبل یوم القیمۃ فقیل متیٰ قال حین قال لہم الست بربکم قالوا بلیٰ الخ۔ ہر دو مذکورہ حوالوں کے لئے دیکھو تفسیر صافی زیر آیت وخر موسیٰ صعقاً۔

(ترجمہ) امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا خدا تعالےٰ کو مومنین قیامت کے دن دیکھینگے فرمایا کہ ہاں اور تحقیق انہوں نے قیامت سے پہلے بھی اسکو دیکھا۔ عرض کیا گیا کب دیکھا۔ فرمایا جبکہ خدا نے کہا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں تو انہوں نے کہا تھا کہ ہاں ہ علاوہ ازیں آیت لاتدرکہ الابصار سے صرف نفی احاطہ مستنبط ہو سکتی ہے نہ کہ مطلق رویت، کی اور رویت کا ثبوت جو مختصراً اوپر کی آیات واحادیث میں دیا گیا ہی اہل انصاف کی تسلّی کے لئے کافی ہے۔

شیعہ۔ اہلسنت کا اعتقاد ہے کہ نیکی بدی سب خدا کی طرف سے ہے چنانچہ ان کا آمنت باللہ

والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ پر ختم ہوتا ہے۔

احمدی - نیکی بدی کا خدا کی طرف منسوب کرنا اور بات ہے اور قدر خیرہ و شرہ اور بات۔ اگر اس سے یہ مطلب ہے کہ بدیاں بھی خدا کرتا ہے تو کسی متقی مومن سنی کا عقیدہ نہیں۔ اگر اسکا یہ مطلب ہے کہ بدیوں کو بھی خدا نے ہی پیدا کیا ہے تو اسمیں اہلسنت پر کوئی الزام نہیں۔ شیعوں کی سب سے معتبر کتاب حدیث اصول کافی میں اس بارہ میں ایک مستقل باب ہے جسمیں ایک چھوڑ تین حدیثیں ہیں اور ان سب میں لکھا ہے کہ خیر کو میں نے پیدا کیا اور شر کو بھی میں نے پیدا کیا اور یہ کہ خالق خیر و شر میں ہوں بطور نمونہ ایک حدیث عرض کیجاتی ہے۔

عن ابی عبد اللہ ؑ قال قال اللہ عزّ وجلّ انا اللہ لا الٰہ الا انا خالق الخیر والشر فطوبیٰ لمن اجریت علیٰ یدیہ الخیر وویل لمن اجریت علیٰ یدیہ الشرّ وویل لمن یقول کیف ھٰذا۔ اصول کافی کتاب التوحید۔ (باب الخیر والشر صفحہ ۸۹)

(ترجمہ) امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے میں اللہ ہوں کوئی معبود برحق نہیں۔ مگر میں پیدا کرنے والا ہوں نیکی کا اور بدی کا۔ مبارک ہے وہ جس کے ہاتھ پر میں نے خیر کو جاری کیا اور افسوس ہے واسطے اسکے جس کے ہاتھ پر میں نے شر کو جاری کیا اور افسوس ہے اس شخص پر جو کہتا ہے۔ کہ یہ کس طرح پر ہوا۔

(ب) پھر احادیث شیعہ سے ثابت ہوتا ہے ابلیس سے خدا نے ہی سجدہ نہ کرایا۔ اور آدم کو شجر ممنوع سے کھانے کے لئے بھی اسی نے اکسایا دیکھو اصل حدیث

عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ ؑ قال سمعتہ یقول امر اللہ ولم یشأ وشاء ولم یامر امر ابلیس ان یسجد لآدم وشاء ان لا یسجد ولو شاء لسجد ونھی آدم عن اکل الشجرۃ وشاء ان یاکل منھا ولو لم یشاء لم یاکل۔ اصول کافی کتاب التوحید باب المشیئۃ والارادۃ صفحہ ۸۷

(ترجمہ) عبد اللہ بن سنان نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ کہا سنا میں نے کہ فرماتے تھے خدا نے امر فرمایا لیکن نہ چاہا اور چاہا اور امر نہ فرمایا جیسے امر فرمایا ابلیس کو کہ آدم کو سجدہ کرے اور چاہا کہ سجدہ نہ کرے اگر چاہتا تو وہ سجدہ کرتا اور منع کیا آدم کو درخت کے کھانے سے اور چاہا

کہ وہ آمیں سے کھائے اور اگر نہ چاہتا تو وہ نہ کھاتا۔

پھر اندازہ نیکی و بدی کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ماننا اسمیں کونسی قباحت ہے؟ اگر یہ اندازہ خدا نہیں کرتا تو کیا اسکے سوا کسی اور میں یہ طاقت ہے؟ کیا اسنے نہیں فرمایا فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرًا یّرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرًّا یّرہ اصل یہ ہے کہ اس عربی عبارت کا مفہوم غلط طور پر زبان زد عوام ہوگیا جو کہتے ہیں کہ نیکی بدی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ہمنے تو ثابت کردیا کہ یہ امر بھی خود شیعوں کی صحیح احادیث سے ثابت ہے فرمایئے اس اعتراض کی اب کوئی گنجائش باقی ہے

شیعہ۔ کتاب ملل ونحل شہرستانی میں آیا ہے کہ سب سے پہلا فتنہ اسلام میں سقیفہ بنی ساعدہ کے دن پیدا ہوا۔ اگر اس دن جناب علی علیہ السلام کو خلیفہ بنایا جاتا تو مسلمانوں میں کوئی اختلاف یا فتنہ نمودار نہ ہوتا۔

احمدی۔ سقیفہ بنی ساعدہ کے دن کا اختلاف بظاہر فتنہ معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ اختلاف بہت سے خانہ برانداز فتنوں کا مٹانے والا ثابت ہوا۔ تفصیل اسکی کسی دوسرے موقعہ پر عرض کرونگا۔ سردست اسقدر بتلا دینا ضروری ہے کہ اس اختلاف کا نام فتنہ رکھنے والے عام لوگ ہیں جنکا قول ہمپر حجت نہیں لیکن ایک اور قوم ایسی فتنہ گر ہے جنکا فتنہ سقیفہ سے بھی ایک مدت پہلے کا ہے اور ان کے فتنہ کو خود حضرت مخبر صادق رسول صلعم نے اسلام میں پہلا فتنہ قرار دیا ہے اور وہ قوم خوارج ہے چنانچہ مروی ہے کہ ایکدفعہ حرقوس بن زہیر جو بظاہر بڑا عابد و زاہد تھا۔ ایکدن آنحضرت صلعم کے حضور میں صحابہ اسکی کثرت عبادت کی تعریف کر رہے تھے کہ اسی وقت وہ آپ مسجد نبوی میں آگیا۔ حاضرین نے عرض کیا یہی وہ شخص ہے۔ لیکن آنحضرت صلعم اسکے خبث باطن سے خوب واقف تھے یہانتک کہ اسکو واجب القتل جانتے تھے۔ حرقوس مسجد میں آتے ہی مشغول عبادت ہوگیا۔ آنحضرت نے سب سے پہلے ابوبکر کو حکم دیا کہ جاکر اس شخص کو قتل کردو۔ وہ مسجد کے اندر گئے دیکھا تو وہ رکوع میں ہے ظاہر حال کو دیکھکر انہوں نے قتل میں تامل کیا پھر آپنے عمر کو حکم دیا وہ گئے تو حرقوس سجدہ میں تھا۔ انکو بھی ایسی حالت میں قتل کی جرأت نہ ہوئی۔ پھر آنحضرت صلعم نے جناب علی کو ارشاد فرمایا جب وہ اندر گئے تو حرقوس کو نہ پایا اور واپس آنحضرت صلعم کی خدمت میں آئے اسپر آنحضرت صلعم نے فرمایا لو قتل لکان اول فتنۃ واٰخرھا یعنے اگر یہ قتل کیا جاتا تو اسلام میں پہلے یہی فتنہ ہوتا۔ اور آخری فتنہ بھی یہی ہوتا یعنے اسکے بعد کوئی اور فتنہ برپا نہ ہوتا

اور ایک اور روایت میں آیا ہے کہ فرمایا ھٰذا اول قرن یطلع فی امتی لو قتلتموہ ما اختلف بعدی اثنان۔ یعنی یہ پہلا شخص بانی فتنہ کا ہے میری امت میں اگر تم اسکو قتل کر دیتے تو میرے بعد دو شخص بھی آپس میں اختلاف نہ کرتے اس سے آنحضرت صلعم کا مخبر صادق ہونا مثل روز روشن کے ثابت ہو گیا کیونکہ یہ حرقوص آخر رؤسائے خوارج میں جاکر شمار ہوا۔ اور نہروان میں جناب علی علیہ السلام کے دست حق پرست سے داخل نار ہوا۔ یاد رکھو کہ حسب ارشاد نبوی جسقدر بداعتقادیاں اور فتنے اور خونریزیاں ہوئیں اکثر اسی قوم خوارج کی شرارت سے ہوئیں۔ شیعہ لوگ مہاجرین وانصار کے برگزیدہ گروہ کو ناحق بانیٔ فتن جانتے ہیں۔ قتل عثمانؓ و جناب علیؓ و واقعات جمل و صفین و واقعہ کربلا جیسے دردناک حوادث میں اسی سنگدل قوم خوارج کا ہاتھ کام کرتا ہوا پایا گیا ہے۔

شیعہ۔ حج اکبر کے موقعہ پر سورہ برات سنانے کے لئے آنحضرت صلعم نے پہلے ابوبکرؓ کو مقرر کیا تھا۔ لیکن خدا نے وحی بھیجی کہ علیؓ کو روانہ کرو۔ وہ گئے اور راستہ سے ہی ابوبکرؓ کو واپس کر دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جس شخص میں خدا کے نزدیک چند آیات پڑھکر سنانے کی قابلیت نہیں وہ امارت اور خلافت کی اہلیت بھی نہیں رکھتا

احمدی۔ اس اعتراض میں آپنے بہت کچھ غلط فہمی کا اظہار فرمایا ہے اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے سنہ ۹ھ میں واپسی جنگ تبوک پر ابوبکر صدیق کو مسلمانوں پر امیر الحاج مقرر فرماکر مکہ روانہ کیا تھا اور وہ آخر وقت تک امیر الحاج رہے دیکھو بخاری کتاب المغازی باب حج ابی بکر بالناس فی سنۃ تسع جلد ۳ صفحہ ۱۸۴ مطبوعہ مصر حضرت علی کے پہنچ جانے پر وہ ہرگز آنحضرت صلعم کی خدمت میں نہیں آگئے یہ صرف شیعوں کی خانہ ساز روایت ہے۔

اور کتاب زاد المعاد میں کسی قدر تفصیل سے اس واقعہ کا ذکر ہے بلکہ اس سے بروایت ابن اسحٰق ثابت ہوتا ہے کہ سورہ برات انکی روانگی کے بعد نازل ہوئی جس کے سنانے کے لئے جناب علی علیہ السلام مامور ہوئے۔ اور لکھا ہے کہ جب ابوبکر نے جناب علی سے دریافت کیا کہ آپ امیر ہو کر آئے ہیں یا مامور ہو کر تو جناب علی نے فرمایا "لا بل مامور" یعنے نہیں بلکہ مامور ہو کر بھیجا گیا ہوں۔ اور سورہ برات سنانے اور جس سے عہد و معاہدہ ہے ان سے آئندہ کے لئے عہد توڑنے کے لئے۔ آگے لکھا ہے کہ فقام ابوبکر للناس فحجھم حتی اذا کان یوم النحر قام علی بن ابی طالب فاذن فی الناس الخ

زاد المعاد صفحہ ۲۸۴۔ یعنی پس ابوبکر نے مسلمانوں سے فریضہ حج ادا کروایا اور قربانی کے دن جناب علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور لوگوں میں منادی کی۔

بلکہ ترمذی کی روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ جناب علی کے کام میں بھی ابوبکر شریک تھے وکان علی ینادی فاذا عیی قام ابوبکر فنادی بھا دیکھو ترمذی کتاب التفسیر سورہ التوبہ صفحہ ۵۰۵ فخر المطابع دہلی اور ابوبکر کے کام میں جناب علی کی شرکت محتاج ثبوت ہی فتدبر۔

اب فرمائیے کہ ابوبکر میں امارت کی اہلیت تھی یا نہ اگر نہیں تھی تو آنحضرت صلعم نے صحابہ کو چھوڑ کر ان ہی کو کیوں امیر الحاج بنایا تھا۔

پھر اور سنئے اگر ابوبکر میں امارت کی اہلیت نہیں تھی تو سقیفہ کے دن انکے سوا کسی اور کو کیوں خلیفہ نہ بنایا گیا اگر کہو کہ وہ ایک چھوٹی سی حدیث الائمۃ من القریش سنا کر خود بخود خلیفہ بنگئے تب بھی ان کی اہلیت میں کلام نہیں کیونکہ ہزاروں صحابہ میں سے کسی کو چون وچرا کی جرأت نہیں ہوئی اگر کہو دوسروں نے انکو بنایا جب بھی انکی اہلیت تو ثابت ہوگئی اگر اسکو اہلیت امارت نہیں کہہ سکتے تو پھر خدا جانے اہلیت کا مطلب شیعوں کے نزدیک کیا ہی؟

شیعہ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ میری امت کے بہتر فرقے ہو جائینگے اور ان میں صرف ایک جنتی ہوگا باقی سب ناری ہونگے وہ ناجی فرقہ کونسا ہے؟ ہمارے علماء کہتے ہیں کہ اسکے مصداق ہم شیعہ اثنا عشری ہیں۔

احمدی۔ صاحب! یہ سب غلط فہمیاں ہیں آپ لوگ ایسی احادیث وروایات کو اصل کتابوں میں سے دیکھتے سنتے نہیں۔ بلکہ جو کچھ آپ لوگوں کے مولوی یا واعظ سنا دیتے ہیں۔ آپ اس کو امر واقعہ تسلیم کر لیتے ہیں مثال کے طور پر اسی حدیث کو لے لو۔ ترمذی میں آیا ہی کہ جب آنحضرت صلعم نے یہ حدیث فرمائی تو اسی وقت سننے والوں نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ وہ ناجی فرقہ کون ہی؟ تو انہوں نے فرمایا ما انا علیہ واصحابی یعنے ناجی وہ فرقہ ہے جو اس طریق پر ہے جس پر میں ہوں اور میرے اصحابؓ۔ دیکھو ترمذی باب افتراق ہذہ الامۃ صفحہ ۴۳۵۔ آنحضرت صلعم نے نہ سنی کا نام لیا ہے نہ شیعہ کا۔ لیکن آپ خود فرمائیں کہ صحابہؓ رسولؐ کی پیروی میں دونوں میں سے کون سا فرقہ بدنام ہی حسن اتفاق سے حدیث مذکور کا پتہ کتب شیعہ سے بھی چل گیا ہی چنانچہ مجمع البحرین جیسی معتبر

کتاب ہیں جو احادیث شیعہ کی لغت میں منظیر ہی اسی قسم کے الفاظ موجود ہیں وفی الحدیث قیل یا رسول اللہ وما الفرقۃ الناجیۃ قال ھو ما نحن علیہ واصحابی۔ دیکھو مجمع البحرین زیر لفظ نجا صفحہ ۸۲

شیعہ - جنگ حنین میں سب صحابہ بھاگ گئے تھے اور آپ کے ابوبکر وعمر تو خاص کر۔

احمدی آپ کا یہ اعتراض بھی زیادہ تر تعصب پر مبنی ہی کیونکہ بعد فرار جو جان نثار صحابہ رضؓ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر و ثابت قدم رہے انکو مورخین اسلام نے نام بنام لکھا ہی اور لطف یہ ہی کہ انمیں ابوبکر وعمر کا نام بھی ہی وفی من ثبت معہ من المہاجرین ابوبکر و عمر ومن اھلبیتہ علی والعباس، ابوسفیان بن الحارث وابنہ والفضل بن العباس وربیعہ وابن الحارث واسامہ بن زید وایمن بن ام ایمن قال وقتل یومئذٍ - دیکھو زاد المعاد بروایت ابن اسحاق جلد اول صفحہ ۴۳۶

رہی عام صحابہ رضؓ سو انکی نسبت بھی روایات معتبرہ میں آیا ہی کہ جب آنحضرت صلعم اور عباس رضؓ نے باآواز بلند انکو بلایا تو پروانوں کی طرح لبیک لبیک کہتے ہوئے بیتابانہ شمع رسالت کے گرد جمع ہو گئے دیکھو زاد المعاد۔

بلکہ صحیح مسلم میں صحابہ کی واپسی کو ایک دلچسپ مثال میں ظاہر کیا گیا ہی قال فواللہ لکان عطفتہم حین سمعوا صوتی عطفۃ البقر علی اولادھا زاد المعاد حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۴۳۷ - یعنے فرمایا کہ قسم ہی خدا کی صحابہ کا میری آواز سن کر واپس آنا ایسا تھا جیسے کہ گائی اپنی اولاد کا آواز سن کر لپک کر آتی ہی تعجب ہی کہ ایسی روایات کے ہوتے ہوئی شیعوں نے حنین کے فراریوں میں ابوبکر وعمر کا نام حتمی طور پر کیسے جڑ دیا۔ نبی کریم کی ذات تو وہ رؤف و رحیم ہی کہ اپنے اصحاب کی خطاپوشی اور ان کے فرار والی لغزش سی چشم پوشی فرماتے اور ان کے دوبارہ حاضر ہو جانے پر تحسین فرماتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ ہیں کہ برخلاف سنت رسول صلعم ان کے اس عیب کا افشا کرتے اور بغلیں بجاتے ہیں چہ خوش؟

شیعہ - ہمنے کتنے ہی لوگوں سی دریافت کیا کہ کہیں سی ابوبکر وعمر کا جہاد کرنا بھی ثابت ہی یا نہ مگر جواب باصواب نہ ملا اور جناب علی علیہ السلام کے جہادوں کے تو کیا کہنے ہیں سکا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار -

احمدی ۔ واضح ہو کہ آجکل دینی مذاق مسلمانوں سے ایسا کم ہو گیا ہے کہ وہ موٹی موٹی باتوں میں بھی تمیز نہیں کر سکتے مثال کے طور پر اسی لفظ جہاد کو لے لو جو کہ جہد یا جہد سے مشتق ہے جس کے معنی سعی بلیغ کے ہیں اجھد جھدك فی ھذا الامر ۔ ای ابلغ غایتك دیکھو صراح زیر لفظ جہد ۔ اور عام طور پر یہ مشہور ہو گیا ہے کہ تلوار سے کسی کو قتل کر دینے کو ہی جہاد کہتے ہیں ۔ حالانکہ خداوند کریم مومنین کی تعریف میں فرماتا ہے یجاھدون باموالھم وانفسھم یعنے وہ لوگ جو جہاد کرتے ہیں ساتھ اپنے مالوں اور جانوں کے ۔ اس سے ثابت ہوا کہ از روئے قرآن مجید جہاد دو قسم پر مشتمل ہے ۔ ایک جہاد مالی اور دوسرا جہاد جانی ۔ پس جس شخص کے جہاد کرنیکا جب سوال پیدا ہو گا تو ہر دو قسموں کو مدنظر رکھا جائیگا ۔

ابوبکرؓ اور علیؓ کے متعلق ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے فضل سے دونوں مجاہد تھے اگر جناب علی علیہ السلام تلوار کے دھنی ہیں تو ابوبکر صدیق اپنے مال سے جہاد کرنے میں تمام صحابہ میں اپنی نظیر نہیں رکھتے ۔ دیکھو آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تمام لوگوں میں سے از روئے دوام صحبت و اعانت مالی کے میں ابوبکر کا زیادہ ممنون ہوں ۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم ۔ ان امن النّاس علیّ فی صحبتہ ومالہ ابوبکر ۔ بخاری جلد ۲ باب ہجرۃ النبی صفحہ ۲۰۳ ۔ اور پھر فرمایا ہے کہ کسی کے مال نے مجھکو اتنا فائدہ نہیں بخشا جتنا کہ ابوبکر کے مال نے ما نفعنی مال قطّ ما نفعنی مال ابی بکر ابن ماجہ باب فضائل الصحابہ مطبوعہ فاروقی دہلی صفحہ ۱۰

رہے حضرت عمرؓ سو انکی خداداد ہیبت اور رعب کے کیا کہنے ہیں ۔ ان کے اسلام لانے سے پہلے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم خدا سے دعائیں مانگتے تھے کہ یا اللہ عمر کو مسلمان کر تاکہ اسلام غالب ہو ۔ اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصۃً دیکھو ابن ماجہ صفحہ ۱۱ ۔ آپ متعجب ہونگے کہ احادیث شیعہ میں بھی بغیر طوعاً و کرھاً اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے ۔ چنانچہ حیدر علی الآملی جیسا شیعہ فاضل لکھتا ہے ۔ وکان النبی لما یجد من اذی عمر بن الخطاب وابی جھل بن ھشام یقول اللّٰھم اید ھذا الدین ولو باحد ھذین الرجلین الخ دیکھو کشکول ۔ والعیاشی عن الباقر ان رسول اللّٰہ قال اللّٰھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جھل بن ھشام تفسیر صافی جلد ۲ صفحہ ۷ مطبوعہ بمبئی

مورخین اسلام نے لکھا ہے وکان اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یقدرون

یصلون عند الکعبۃ حتیٰ اسلم عمر فلما اسلم قاتل قریشا حتی صلی عندھا وصلی معہ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان قد اسلم قبلہ حمزۃ بن عبد المطلب فقوی المسلمون بہما وعلموا انہما سیمنعان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والمسلمین۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ ذکر اسلام عمر یعنی عمر کے اسلام لانے سے پیشتر صحابہ کرام میں جرأت نہ تھی کہ کعبہ کے پاس نماز ادا کر سکیں۔ پس جب وہ مسلمان ہو گئے تو قریش سے مقاتلہ کیا یہاں تک کہ کعبہ کے پاس نماز پڑھی اور ان کیساتھ تمام صحابہ نے بھی پڑھی اور ان سے پہلے حمزہ رضی اللہ بھی مسلمان ہو چکے تھے تو ان دونوں کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو کافی تقویت ہو گئی اور ان کو یقین ہو گیا کہ اب یہ دونوں رسول صلعم اور مسلمانوں کی حمایت کرنے کو کافی ہیں فرمائیے اس سے بڑھکر عمر کے جہاد کا کوئی ثبوت ہو سکتا ہے اور پھر عمر کے اس جہاد کے ساتھ کسی اور کا جہاد مقابلہ کر سکتا ہے۔

باقی رہی حدیث لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذو الفقار سو محققین نے اسکو غیر معتبر قرار دیا ہے چنانچہ مؤلف کتاب روضۃ الاحباب نے لکھا ہے کہ ایں حدیث را بایں طریقہ بعضے از اکابر محدثان واہل سیر در کتب خویش آوردہ اند لیکن ذہبی کہ محک رجال است در میزان الاعتدال تضعیف و تکذیب راوی نمودہ۔ دیکھو روضۃ الاحباب در ذکر جنگ احد و مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۱۶۸

اور اگر بالفرض یہ حدیث صحیح بھی ہو تو بھی عمر کی جوانمردی اس سے کئی سال پہلے ظاہر ہو چکی ہے جیسے کہ اوپر گزرا۔ اور اس دن تک حضرت علی نے کوئی جوہر جوانمردی دکھلایا تھا۔ نہ انکی ذو الفقار نے

شیعہ۔ غزوہ حنین میں تو آپنے شیخین کی ثابت قدمی ثابت کردی لیکن جنگ احد میں تو انکا فرار کالشمس فی النصف النہار ثابت ہے ذرا آیت اذ تصعدون ولا تلوون علی احد والرسول یدعوکم کو بھی یاد کیجیے۔

احمدی۔ جسطرح حنین میں ان کی ثابت قدمی ثابت ہے انشاء اللہ اسی طرح جنگ احد میں بھی ثابت ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں بعد ذکر تعینات کرنے عبد اللہ بن جبیر کے اوپر جماعت تیر اندازوں کے اور آنحضرت صلعم کی تاکید اکید کے کہ اپنی جگہ پر قائم رہنا اور پھر جب پہلی دفعہ کفار کو ہزیمت ہوئی اور تیر اندازوں نے غنیمت کے لالچ میں برخلاف وصیت پیغمبر صلعم اور اپنے امیر عبد اللہ بن جبیر کی نافرمانی کرکے اپنی کمین گاہ کو چھوڑدیا۔ اور پھر کفار حملہ آور ہوئے اور لشکر اسلام میں ہلچل

مچکئی لکہاہی کہ ابوسفیان آگے بڑھا اور اسنے دریافت کیا کہ اس جماعت میں محمد ہی تو آنحضرت صلعم نے فرمایا اسکو جواب دو۔ پھر اس نے کہا افی القوم ابن الخطاب یعنی عمر بھی ہی یا نہ؟ فقال ان ھٰؤلاء قتلوا فلو کانوا احیاء لاجابوا فلم یملك عمر فقال کذبت یا عدو اللہ ابقی اللہ علیك ما یخزیك الخ بخاری جلد ۳ باب غزوہ احد صفحہ ۱۳ یعنے ابوسفیان نے کہا کہ یقیناً یہ لوگ قتل ہو چکے ہیں کیونکہ اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔ یہ سُن کر عمر سے نہ رہا گیا۔ کہا کہ او دشمن خدا تونے جھوٹ بکا ہے ہم سب لوگ زندہ ہیں۔

غور سے دیکھئے یہ فرار عامہ مسلمین کے بعد کا مقعہ ہی اور اسکے بعد کوئی فرار ہوا ہی نہیں پس آپ کا اعتراض شیخین کے فرار جنگ احد کے متعلق بھی بیجا اور سراسر بے بنیاد ثابت ہوگیا۔

باقی آیت اذ تصعدون ولا تلوون علی احد کا مصداق عمر کو قرار دینا یہ بھی سراسر تعصب اور بغض پر مبنی ہی کیونکہ بخاری میں اس آیت کا مصداق اسی جماعت تیر اندازوں کو ٹھہرایا گیا ہی جو عبداللہ بن جبیر کے ماتحت رسول صلعم نے مقرر فرمائی تھی۔ یہی بھاگے جاتے تھے اور انہی کو رسول صلعم بلاتے تھے دیکھو غزوہ احد کے ضمن میں باب اذ تصعدون ولا تلوون الخ جلد ۳ صفحہ ۱۵

شیعہ۔ بخاری میں آیا ہے کہ عید کے دن آنحضرت صلعم نے عائشہ کو حبشی بازیگروں کا تماشا دکھایا کیا عقل سلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے عظیم الشان ہادی برحق کے لئے ایسی شرمناک بات تجویز کرسکتی ہی۔

احمدی۔ عید جیسی خوشی کے دن جسمیں اظہار سرور ناموزوں نہیں بفرض تسلیم صحت روایت اپنے گھر میں بیٹھکر نہ کہ مجمع عام میں آنحضرت صلعم نے نہ اپنی مرضی سے بلکہ عائشہ کی درخواست پر جیسے کہ متن روایت سے ظاہر ہے حبشیوں کے کرتب دکھلائے بھی تو کیا مضائقہ ہے؟ لیکن اگر یہ شرمناک فعل ہی تو میں اس سے بھی زیادہ ایک شرمناک روایت کتب شیعہ سے دکھلا سکتا ہوں جسمیں لکہا ہی کہ آنحضرت صلعم نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ کو بعد اسکے کہ انکی شادی جناب علی علیہ السلام سے ہو چکی تھی بعض یہود ہمسایوں کی درخواست پر کہ ہمارے ہاں شادی کی دعوت ہے بہشتی لباس سے آراستہ کرکے انکے ہاں روانہ فرمادیا تھا جب سیدہ وہاں تشریف لیگئیں اور یہودنے آپ کو دیکھا تو انکی عورتیں سجدہ میں گر پڑیں اور انکے آگے کی زمین پر بوسہ دینے لگیں

بسبب اُس شان کے جو بہت سے یہودیوں نے دیکھی فلمّا دخلت فاطمة دار الیھود سجد لھا
نساءھم یقبلن الارض بین یدیھا بسبب ما رأ دُخلق کثیرًا من الیھود۔ بحار الانوار
جلد عاشر صفحہ ۲۱ (باقی دارد) خاکسار خادم حسین احمدی

بشارات القرآن

نمبر ۴

پیشگوئی نمبر ۳۴

عمران ع ۹ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَمَاتُوۡا وَھُمۡ کُفَّارٌ فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡ اَحَدِھِمۡ مِّلۡءُ الۡاَرۡضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افۡتَدٰی بِہٖ ؕ اُولٰٓئِکَ لَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ وَّمَا لَھُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ (ترجمہ) بیشک اور بے شبہ جو لوگ منکر ہوئے اور وہ اپنے غضب و غصہ وانکار میں ہی گئے اور نرے پکے کافر ہیں۔ پس ہماری گرفتاری کے یوم میں اگر زمین بھر کر سونا فدیہ دینگے تو قبول نہ کیا جائے گا۔ اور اسدن انکا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

سو یہ پیشگوئی بھی جنگ بدر و فتح مکہ کے روز اور یہود کے اخراج وطن کے دن پوری ہوئی اور کوئی فدیہ وغیرہ سفارش ان کے کام نہ آئی تھی۔

پیشگوئی نمبر ۳۵

عمران ع ۱۰ اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۚ فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ (ترجمہ) تحقیق سب سے پہلا گھر وہ جو رکھا گیا زمین پر واسطے لوگوں کے جس کا نام بکہ ہے وہ پر از برکات ہے اور موجب ہدایت ہے تمام عالم کے لیے اور اس میں بہت سے نشان ظاہر ہیں اور امن کا گھر ہے۔

آیت ہذا میں یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ سب سے پہلا گھر معبد مکہ ہے جسکا نام بکہ بھی ہے جس کے معنے بڑے بڑے جبار سرکشوں کی گردنوں کو توڑ دینے والا ہے اور بکہ مشتق تباک سے ہے